خواجہ اُویسِ قرنی رضی اللہ عنہ

کی دندان شکنی کی تحقیق



تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ

Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

اِنتِساب

سُلطان ُال اَولیاء، بُرہان الاَصفِیاء حضرت الشیخ الحافظ محمد عبدالخالق اُویسی حنفی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نام جنہوں نے سیّدنا خواجہ اُویسِ قرنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بارہویں صدی میں براہِ راست عالمِ بیداری میں فَیض پاکر سُلطان السّالکین، بُرہان الواصِلین سیّدنا محمد عبداللہ المعروف محکم دین سیرانی قُدّس سرہٗ کو سلسلہ اُویسیہ کا سرتاج بنایا اور اِن دونوں کے فیض سے سلسلہ اُویسیہ نے پاک وہند میں شُہرتِ دَوام (ہمیشہ برقرار رہنے والی شہرت) پائی۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غُفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

۲۳ ذیقعدہ ۱۴۲۶ھ، بروز سوموار قبل صلوٰۃ العصر

بمطابق ۲۶ دسمبر ۲۰۰۵ء

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلیٰ رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

اِس سے اَسلاف(بُزرگوں) کی مُذمّت و تَنقِیص(نُقص نکالنا) و تَحقِیر(بے ادبی) مراد ہے اور یہ قُربِ قیامت میں ہو رہا ہے۔ بدمذاہب شیعہ، وہابی، دیوبندی وغیرہ تو انبیاء و صحابہ اور اَولیاء کرام کی تحقِیر و تنقِیص کرتے چلے آئے اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔ یہ اُن کا مذہب ہے اور اِس کو وہ دین کی خدمت تَصوّر(خیال) کرتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ اب یہ بیماری اِس فرقہ میں گُھس آئی ہے کہ جن کے مذہب کا اوڑھنا بچھونا اَنبیاء و اَولیاء علیہم السلام کا ادب اور عشق اور تَعظیم و تکریم تھا۔ اب وہ عمداً(جان بوجھ کر) یا لاشُعوری(انجانے) میں بے ادبی و گستاخی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور بدمذہبوں کی طرح یہ بھی اپنے دین کی خدمت سمجھ رہے ہیں۔ اُن کے لئے یہ بیماری اِس صدی کی پیداوار ہے ورنہ مجھے یقین ہے کہ سابق(گزشتہ) صدی میں اِس فرقہ میں ایسی بات نہ تھی کوئی اِکادُکا اِس نَحوست میں ملوّث ہوتا تو دَبا دیا جاتا لیکن آج خدا کی پناہ کہ جو بھی سر اُٹھاتا ہے تو وہ خود بھی بااثر ہوتا ہے اور اُس کے مؤیّدین(معاونین) بھی قدآور شخصیات ہوتی ہیں۔ میرے جیسے اُن کے مقابلے میں بے اثر ہو کر رہ جاتے ہیں اور ایسی شرارتیں اُن کے اَذہان(ذہنوں) سے اُبھرتی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی سبب ہوتا ہے عموماً ٹیڈی مُجتہدین، پروفیسر، ڈاکٹر قسم کے لوگ ہوتے ہیں یا پھر مقرّرین قسم کے مولوی کہ جنہیں علمی سرمایہ توزَہے نصیب(تباہ حال ہے) لیکن **ہمچو مادیگری نیست**(مجھ جیسا اور کوئی نہیں) کی پونجی(سرمایہ) سے اُن کے تھیلے پُر(بھرے ہوئے) ہوتے ہیں۔

چند اُمور بطورِ نَمونہ(مثال) یاد دہانی کے لئے حاضر ہیں تا کہ یقین ہو کہ سُنّیوں میں ہی یہ فتنے اُٹھے اور مٹے نہیں آگے بڑھ رہے ہیں۔ مثلاً:

(۱) معفرتِ ذُنب(گناہوں کی مغفرت)

(۲) سیّدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف اپنے وقت کے غوث تھے اور وہ بھی علی الاِطلاق اپنے دور میں اَولیاء سے افضل نہ تھے۔ آپ کے زمانہ میں بھی آپ سے بیشمار اَولیاء اَفضل موجود تھے۔

(۳) آپ کا قدم موجودہ دور کے اَولیاء پر تھا اوّلین و آخرینِ اَولیاء اُس میں شامل نہیں۔ فقیر نے اُن کے اَوہامِ فاسدہ(غلط وہم) کا قَلع قَمع کیا(جڑ سے اکھیڑ دیا) ہے۔ ضَخیم تصنیف "**محقق الاکابر فی قدم الشیخ عبدالقادر**" لکھی ہے، مَطبوعہ(اشاعت شدہ) ہے۔

(۴) سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نام کا کوئی بزرگ نہیں تھا صرف خیالی انسان ہے(معاذ اللہ) امام ذَہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کا بہترین رَد لکھا جس کا خلاصہ فقیر نے "**ذِکرِ اُویس**" تصنیف میں لکھا ہے لیکن یہ تصوّر دورِ حاضر میں کسی کا نہیں۔ سابق دور میں اِس کا رَد امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے مُحقِق امام نے خوب لکھا۔ **فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء**

(۵)اِمام حسن بصری رحمۃاللہ علیہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ مَسنَد حاصل ہے نہ خِرقہ [1]۔اِس کارَد اَسلاف نے بھی لکھااُن کے فیض سے فقیر نے دو رسالے لکھے۔

(۱)ازاحۃ الشجن (۲) خِرقہ پوشی کاثبوت

(۶)سیّدناخواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کا سلسلہ اُویسیہ جعلی ہے۔ فقیر نےاِس کارد لکھا"سلسلہ اُویسیہ کاثبوت"،مَطبوعہ ہے۔

(۷)سیّدناخواجہ اُویسِ قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خِرقہ حضور ﷺ سے نہیں ملایہ بھی ایک خیال ہےاِس کارَد رسالہ "خِرقہ پوشی"میں آچکاہے۔

(۸)سیّدناخواجہ اُویسِ قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضوراِکرم ﷺ کی زیارت کے لئے مدینہ طیبہ آئے بھی نہیں۔وغیرہ وغیرہ۔

تفصیل لکھوں تو ایک علیحدہ تَصنیف چاہیے۔یہاں اِس اِعتراض کاجواب دیناہے کہ حضرت اُویسِ قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور ﷺ کے عشق میں دانت توڑنے کاواقعہ مَن گھڑت ہے۔کسی مُعتبر کتاب میں اِس کاذکر نہیں بلکہ عقلاًونقلاً(روایتاًودرایتاً)دونوں طرح غلط ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہ اعتراض بہت پرانا ہے لیکن اِسی صدی میں جس صاحب نے اعتراض کیاہے وہ بھی بھونڈے(بیہودہ)طریقے سے اور دِلخراش(بیہودہ)ہے۔وہ ایک مکتوب کی صورت میں ہے ناظرین وہ تحریرپڑھ لیں اُس کے بعد فقیر کے معرِوضات(گزارشات)حاضر ہونگے۔ان شاء اللہ

حضورفیضِ مجسّم،محدّثِ وقت،محقّق العصر حضرت قبلہ علامہ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ...............مزاج شریف

ایک نام نہاد عالم نے نہایت توہین آمیز لہجہ میں حضور سیّدنااُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مندرجہ ذیل جملے خطاب میں کہے:

(۱)سیّدناخواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو خود پتہ نہیں کہ میں نے جنت میں جاناہے یانہیں۔تم لوگ کہتے ہو کہ دوزخ میں میں تو کیامیرا سایہ نہ جائے گا۔

(۲)جولوگ سیّدناخواجہ اُویسِ قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کہتے ہیں کہ اُنہوں نے عشقِ رسول ﷺ میں دانت مبارک نکال دیئے یہ بکواس ہے۔جن مصنفین نے یہ واقعہ لکھاوہ شیعہ نواز تھے وغیرہ وغیرہ۔

آپ خصوصی شفقت فرماتے ہوئے مندرجہ بالاج ُملوں کی روشنی میں قرآن وسنّت اور بَراہینِ قاطع (قطعی اور یقینی دلائل)سے اِرشاد فرمائیں کہ یہ کہاں تک درست ہے؟اگر یہ باتیں غلط ہیں تو کہنے والے کو کیاکرناچاہیے؟تفصیل سے تحریر فرمائیں تاکہ عوام اہلِ سنّت کی دُرست سمت رہنمائی ہوسکے۔

والسّلام

پیر محمد تبسّم بشیر اُویسی

سجادہ نشین مرکز اُویسیہ نارووال

---

[1]) وہ لباس جو شیخ مرِید کواپنامرِید کرنے کے بعد دے اوراُس کو خِلافت اوراِجازت عطاکرے،خِرقہ اِس بات کا پتہ دیتاتھاکہ اُس کے پہننے والے نے سچائی کاراستہ اِختیار کرلیاہے،درویشوں کالِباس،صُوفیوں کالِباس۔

تبصرہ اُویسی غُفرلہٗ: خط کا تفصیلی جواب ان شاءاللہ تعالیٰ آئندہ چل کر عرض کرونگا یہاں صرف خط کے بارے میں عرض کرنا ہے۔

(۱) مقرّر صاحب نے لاشعوری میں کہاہے جو کچھ کہاہے اُس سے اُنہیں توبہ لازم ہے۔اُن کے لہجۂ بیان سے ولی کامل کی شان میں گستاخی ٹپکتی ہے۔اگر انا(خودی/غرور) کا مسئلہ بنالیں اور توبہ نہ کریں تو اُن کا اپنا دارین(دونوں جہاں) کا خَسارہ(نقصان) ہے۔

(۲) یہ قصّہ من گھڑت نہیں اِس کی الحمد للہ حقیقت مُعتبر و مُستَند کُتُب میں مذکور ہے اور دلائلِ شرعیہ کی روشنی میں صحیح بھی ہے۔

(۳) شیعوں کا بنایا ہوا نہیں اَہلِ سنّت بھی قائل ہیں۔یہ کب ضروری ہے کہ جو شیعہ کا مسئلہ ہے وہ اَہلِ سنّت نہ مانیں جبکہ وہ حق ہو مثلاً ہم بھی پنجتن پاک کو مانتے ہیں اور شیعہ بھی۔اِس پر فقیر کا رسالہ **"پنجتن پاک کہنے کا ثبوت"** موجود ہے۔وہ بھی اَہلِ بیت کو مانتے ہیں ہم اَہلِ سنّت بھی وغیرہ وغیرہ۔یہ علیحدہ بات ہے اُن کا کسی مسئلہ کو ماننے کی حقیقت اور ہوتی ہے اور ہمارے ماننے کی حقیقت اور۔مثلاً شیعہ سیّدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِس لئے عقیدت رکھتے ہیں کہ آپ نے جنگِ صِفّین میں امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بجائے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ دیا اور اُسی جنگ میں شہید ہوئے۔[2]

لہٰذا مقرّر صاحب کا یہ طعنہ سراسر غلط ہے۔ہم سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس لئے عقیدت رکھتے ہیں کہ وہ عشق کے اِمام ہیں۔علاوہ ازیں شیعہ دندانِ شِکنی سے ماتم کی دلیل بناتے ہیں جو کہ سراسر غلط ہے۔اِس لئے مَقِیس[3] اور مَقِیس عَلَیہ[4] میں تَضاد(اختلاف) ہے حالانکہ اُنہیں تَوَافُق(مطابقت) ضروری ہے اور ہم اُسے عشق اور فنافی الرّسول ﷺ کی دلیل بناتے ہیں۔

فرقیت ازکجا تا کجا

مقرّر صاحب نے قیامت میں اُن واعظین میں خود کو شامل کیا ہے کہ جو دوزخ میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے کیونکہ اُنہوں نے اپنی تقریر میں فتنہ بپا کیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ**(پارہ۲، سورۃ البقرۃ، آیت۱۹۱)

ترجمہ: اور اُن کا فساد تو قتل سے بھی سخت ہے۔

اِس پر مزید بیان آئندہ علیحدہ عرض کروں گا۔(ان شاء اللہ)

عطّار قدّس سرہٗ کی گستاخی

مقرّر صاحب نے بڑی گستاخی یہ کی کہ شیخ عطّار قُدّس سرہٗ کو شیعوں سے مرعُوب(بزدل) بنادیا حالانکہ جانتے ہیں کہ سنّی عام آدمی ہو کر بھی حق کے لئے سر بکَف(مرنے کو تیار) ہو جاتا ہے چہ جائیکہ ایک کامل ولی کی جس کے لئے عارف رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود کو اُن کے سامنے ایک خادم کی حیثیت ظاہر کرتے ہیں اور عارف رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو عالمِ اِسلام کے اَولیاء کرام کے ملجاء وماویٰ(جائے پناہ) ہیں، اُن کی شان کاملین ہی جانتے ہیں۔حضرت شیخ عطّار اور عارف رومی

---

[2] (الإصابة في تمييز الصحابة، أويس بن عامر، 359/1، دار الكتب العلمية–بيروت، الطبعة: الأولى 1415هـ)

[3] جس کو(دوسرے پر) قیاس کیا جائے، جس کو گمان کیا جائے، گمان کیا گیا۔

[4] جس پر(کسی کو) قیاس کیا جائے۔

قُدّس سرہٗ کے فضائل و کمالات کے لئے دیکھئے فقیر کی تصنیف "فیض القوی فی فضائل المثنوی المعنوی "ومقدّمہ "صدائے قوی شرح مثنوی معنوی" (جلد اول) مقرّر صاحب نے ایک عارف کامل پر طنز کر کے اپنی عاقبت (آخرت) خراب کی ہے۔

چوں خدا خواہد که پرده کس درد   میلش اندر طعنۂ پاکاں برد[5]

فقیر کی مقرّر صاحب سے مُخلِصانہ اپیل ہے کہ وہ فوراً اِس گستاخی سے توبہ کریں ورنہ..............

یاد رہے کہ سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دندانِ شِکنی کا واقعہ نہ صرف "تذکرۃ الاَولیاء" میں ہے بلکہ بڑی مُستند بیسیوں کتابوں میں موجود ہے۔ چند ایک کے اَسماء (نام) ملاحظہ ہوں:

(۱) تذکرۃ الاَولیاء للشیخ العطّار قدس سرہ (۲) حیوۃ الذاکرین (۳) لوامع الانوار فی طبقات الاخیار (۴) معدن العدنی مُلّاعلی قاری[6] (۵) مواۂ الشرعیه شرح شرعۃ الاسلام (۶) لطائف نفیسیه فارسی ترجمہ حیات اُویس مولانا احمد بن محمود ۱۲۵۶ھ (۷) منہاج العابدین مصنف مولانا عبداللہ (۸) خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرور مرحوم (۹) سفینۃ الاَولیاء (دارالشکوہ)

نوٹ: اَہلِ دل کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ منکر کے لئے ہزاروں کُتُب بھی ناوافی (ناکافی)۔

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا: یہ مثال دندانِ شکنی کے منکرین پر فٹ آتی ہے۔ اِن حضرات محدّثین بالخصوص حضرت علامہ مُلّا علی القاری رحمۃ اللہ الباری کا سہارا لیا کہ "قصه دندانِ شکن "کا انکار کیا ہے لیکن اِن حضرات نے اِس قاعدہ سے عمداً لاشعوری میں محدّثین کے قاعدہ کی طرف توجہ نہیں فرمائی وہ یہ کہ محدّثین کا اِنکار مِن حَیثُ السّند (سند کی حیثیت سے) ہوتا ہے۔ بسا اوقات اُن کا انکار سراسر غلط بھی ہوتا ہے جسے اُن جیسے محدّثین بتا سکتے ہیں مثلاً سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وُجود کا اِنکار امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا لیکن اُس کا رَدِ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلاً بیان فرمایا۔[7]

مُلّاعلی القاری رحمۃ اللہ علیہ کے انکار کی تقریر: جیسا کہ ہم نے کہا کہ تذکرۃ الاَولیاء، حیوۃ الذاکرین، لوامع الانوار فی طبقات الاخیار وغیرہ مُعتَبر کُتُب میں آپ کے دندانِ شکنی کا حال لکھا ہے۔ مگر مُلّا علی القاری کتاب "معدنی العدنی" میں اور دوسرے رسالہ[8] میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور پیغمبرِ خدا ﷺ کے دندانِ مبارک کے شہید ہونے کا حال سُنا تو اِس کے رنج و مَلال (غم) میں اپنے تمام دانت توڑ ڈالے اِس کی کوئی اصلیّت نہیں ہے اِس لئے کہ یہ کام شریعت کے خلاف ہے اِس لئے کسی صحابی نے ایسا نہیں کیا اور اِس کو عیب جانتے ہوئے بھی سوائے نادانوں کے یہ فعل (کام) کسی سے صادِر نہیں ہو سکتا۔ نیز خِرقۂ نبوی ﷺ کا آپ تک پہنچنا اور آپ سے دیگر مشائخ کو ملنا کسی مُعتَمد (قابلِ اعتماد) اور مُعتبر حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی تلقینِ ذِکرِ خَفی و جَلی ثابت ہے اور حضرات ابو بکر صدیق اور علی رضی

---

5) ترجمہ جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کی پردہ دری کرے اسکا میلان پاک لوگوں پر طعنہ زنی میں کر دیتا ہے۔

6) (اگرچہ اس کا آپ نے رَد بھی کیا ہے اس کے جوابات فقیر نے عرض کئے ہیں)

7) (مسند الفاروق، حديث فضل اويس بن عامر القرنى، 128/3، الحديث 2، دار الفلاح، الفيوم مصر، الطبعة: الأولى، 1430 ھ 2009 م)

8) (جو انہوں نے موضوع احادیث کے بیان میں تصنیف کیا ہے۔)

اللہ تعالیٰ عنہما کے ذِکرِ خَفی و جَلی ثابت بھی نہیں ہے اور حضراتِ ابو بکر اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ذریعہ سے بھی حضرت پیغمبرِ خدا ﷺ سے خِرقہ کے پہنچنے کو منسوب کرنا بھی اَہلِ سِیَر (سیرت نگاروں) اور محدّثین کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔(معدن العدنی مُلّا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ)(قلمی مبارکہ اُویسی غفرلہ)

شرح احیاء العلوم اور ایک رسالہ مُصنّفہ مُلّا علی قاری میں لکھا ہے کہ بقولِ عراقی رحمۃ اللہ علیہ حدیث: إِنِّي لأجد نَفْس الرَّحْمَن من جَانب الْيمن۔ [9] کی بھی کوئی اصلیت معلوم نہیں ہوتی۔

جواب: مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے یہ مطلب ہے کہ یہ واقعات احادیث سے ثابت نہیں ہوتے۔ حالانکہ کُتبِ سیر و مذاکرات مشائخ میں یہ واقعات بخوبی پائے جاتے ہیں اور ثبوت کے لئے یہ کُتب کافی ہیں جس کے حوالہ جات اُوپر مذکور ہوئے۔

سوال: مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے یہ شُبہ (احتمال/شک) وارد ہوسکتا ہے کہ شیخ فرید الدین عطّار رحمۃ اللہ علیہ جیسے اور شیخ عبد اللہ مطری رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر اَولیائے کاملین کی تَصنیفات میں جو خِرقہ پہنچنے، دندانِ مبارک توڑ ڈالنے [10] اور حدیث: " أَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمَنِ مِنْ قِبَلِ الْيَمَنِ " [11] کا ذِکر ہے وہ حق و صَداقت (سچائی) سے دُور اور غیر مُعتبر ہے اِس لئے کہ نصِ حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

تحقیقی جواب نمبر ۱: سب جانتے ہیں کہ یہ حضرات کاملین میں سے تھے اور جس قدر عُلومِ باطنی اور کَشف و کرامت میں کامل تھے اُن کو علومِ ظاہری میں بھی اُسی قدر پوری پوری دَسترس و کرامت و کمال حاصل تھا۔ اِس لئے جب اُن حضرات نے اِن روایات کو اپنی تصانیف میں درج فرمایا اور اُن پر اعتبار کیا تو پھر کس طرح اِن کو غیر مُعتبر اور غلط مانا جائے اور غیر مُعتبر روایات کا لکھنا اِن حضرات سے قَطعی بعید (یقیناً محال) تھا۔ اُنہوں نے خود ہی پوری تحقیق کے بعد ہی اِن کو لکھا ہوگا۔ بایں ہمہ اگر پھر بھی اِن روایات کو مُعتبر نہ مانا جائے تو گویا اِن بزرگوں کی ولایت اور کمالِ علمی سے انکار کرنا ہے اور ایسے اِعتقادات (عقائد) سے معصِیت (گناہ) اور ضَلالت (گمراہی) میں مبتلا ہو جانے کا اَندیشہ ہے۔

جواب نمبر ۲: یہ ہوسکتا ہے کہ یہ روایات صاحبِ شریعت اور صحابہ کرام رِضوان اللہ علیہم اجمعین سے سینہ بہ سینہ حضراتِ مشائخ تک پہنچی ہوں اور اُن حضرات کے علم میں وہ صحیح اور مُعتبر ہوں اور مُلّا علی قاری کے اِحاطہ علم میں نہ آئی ہوں اور وہ اُن کی تصدیق نہ کرسکے ہوں اِس لئے کہ علم کی نہ کوئی حد ہے اور نہ ہی اِنتہاء۔ جیسے امام مالک کو سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کے وجود کی خبر نہ تھی۔

قاعدہ علم حدیث: حضرت شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسائل کے دسویں رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی چیز کسی شخص کے نزدیک ثابت نہ ہو تو اِس سے لازم نہیں آتا کہ دوسرے کے نزدیک ثابت نہ ہو۔ پھر پچاسویں رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں کو یا دونوں میں سے صرف ایک کو دیکھنا اور اُن سے صحبت رکھنا ایسی مُعتبر روایات سے ثابت ہے کہ اُس میں کوئی

---

[9] (المغني عن حمل الأسفار في الأسفار، في تخريج ما في الإحياء من الأخبار، كتاب قَوَاعِد العقائد، 122/1، دار ابن حزم، بيروت–لب، الطبعة: الأولى، 1426 هـ 2005 م)

[10] (تذكرة الأولياء، ترجمة اثنين وتسعين وليا من أولياء الله الصالحين، 51/1، دار الكتب العلمية–بيروت)

[11] (مسند الشاميين، حَرِيز عَنْ شَبِيبٍ أَبِي رَوْحٍ، 149/2، الحديث 1083، مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة: الأولى، 1405 1984)

شک وشُبہ ہو سکتا ہی نہیں[12] بلکہ یہاں تک بھی دلائلِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنی آخری عمر میں جنگِ صِفّین میں جا کر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی۔[13] (اس کا مُفصل ذکر آپ کی شہادت کے بیان میں درج ہے۔)

جواب نمبر ۳: شریعت کے خلاف بھی نہیں اِس سے یہ اَمرِ عشق اور محبت میں ہوا جیسے سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اژدھا کے سامنے جان دے چکے، سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خیبر میں نمازِ عصر قضاء کر دی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے طوافِ کعبہ سے اِنکار کر دیا وغیرہ وغیرہ۔

جواب نمبر ۴: ایک روایت میں ہے کہ دانت خود بخود نکلے اِس لئے کہ یہ فنائیت کا مقام تھا۔ چنانچہ کتاب "شرح شرعة الاسلام" کی چالیسویں فصل میں دو شخصوں میں دوستی اور برادری کے حال میں ہے کہ ان يكون نفساهما كنفس واحدة امتزاجا وايتلافا حتى يجد فى فيه۔[14]

ترجمہ: مزاجی اعتبار سے دو جانیں مثل ایک جان کے ہیں یہاں تک کہ اگر ایک اُن میں سے کچھ کھاتا ہے تو دوسرا اُس کی لذّت محسوس کرتا ہے۔

یہاں بھی ایسا ہوا کہ جب مشرکینِ قریش نے جنگ حُنین میں پیغمبرِ خدا ﷺ پر پتھر مارے اور آپ ﷺ کے آگے کے دندانِ مبارک شہید ہو گئے تو سیّدنا اُویس قرنی رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سُن کر اپنے دانت توڑ ڈالے۔ یہ باتیں ایک بزرگ کے کچھ مرید خانقاہ سے باہر بیٹھے ہوئے کر رہے تھے وہ بزرگ اندر سے سُن رہے تھے بعدہ شیخ نے مریدوں کو بلا کر کہا کہ جس وقت تم یہ باتیں کر رہے تھے اُس وقت سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کو میں نے پوچھا (غالباً کشف میں) میرے مرید کہہ رہے ہیں کہاں تک درست ہے؟ فرمایا کہ میرے دانت بغیر توڑے خود ہی جھڑ گئے تھے۔

دلیلِ منصوری: جب شیخ منصور رضی اللہ عنہ کو اُن کے بھائیوں نے دار[15] پر سے کھینچا تو اُن کے خون کا قطرہ زمین پر ٹپکتا تھا اُس سے نقش اَنَا الْحَقُّ پیدا ہو جاتا تھا۔ اِس عجیب روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دانت توڑے نہ تھے بلکہ اِس رشتۂ معنوی اور تعلقِ روحی اور عشق و محبت کے سبب جو اُن کو حضور سردارِ دو جہاں ﷺ سے تھا آپ کے دندانِ مبارک خود ہی جھڑ گئے تھے۔

دلیل از عشقِ مجنون: سچّے عاشقوں کے حالات میں اِس قسم کے واقعات بہت پائے جاتے ہیں مثلاً شیخ سعدی قُدّس سرہٗ مجنون (جنون) کے حال میں ایک واقعہ لکھتے ہیں:

شنید ستم که روزے گرد لیلیٰ بقصد فصد سوئے نیش میلے

چوز دلیلے مجی نیش از پئے خوں به وادی رفت خون ز دستِ مجنون

---

[12] (حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، أويس بن عامر، 79/2، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى 1415 ھ)

[13] (الإصابة في تمييز الصحابة، أويس بن عامر، 361/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى 1415 ھ)

[14] (شرح شرعة الإسلام، 411/1، مطبعة إقدام)

[15] وہ لمبی لکڑی جسے زمین میں گاڑ کر اس کے سرے پر حلقہ باندھ کر مجرم کو پھانسی دیتے ہیں، پھانسی، سولی

ترجمہ: میں نے سنا ہے کہ ایک دن لیلیٰ نے خون نکلوانے کا ارادہ کیا جب لیلیٰ نے خون نکلوانے کے لئے ہاتھ پر نِشتر (نیزے کی نوک) لگوایا تو اُسی وقت مجنون کے ہاتھ سے بھی خون جاری ہو گیا۔

فائدہ: مولانا عبداللہ انصاری رحمۃاللہ علیہ کتاب "منہاج العابدین" اور "معراج المسلمین" میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کا قصّہ محبت و موَدَّت (اخلاص اور پیار) پر ہے۔اِسی لئے تو چار (04) دانت آپ کے ٹوٹے تھے جبکہ چار (04) ہی دانت مبارک حضور ﷺ کے شہید ہوئے تھے اور یہی روایت مشہور ہے۔

دلیلِ عقلی از نقل: سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کا اپنے دانتوں کو حالتِ سُکر[16] اور غلبۂ حال میں شہید کر ڈالنا جائز بھی ہو سکتا ہے کیونکہ ایسے مغلوب الحال اور مَسْتِ اَلَسْت (عشقِ الٰہی میں ڈُوبے) بزرگوں سے اِس قسم کے بظاہر خلافِ شرع اَفعال اکثر سرزَد ہوتے رہے ہیں مثلاً حضرت شیخ شِبلی رحمۃاللہ علیہ سے تنویرِ لحیہ (داڑھی صاف کرانا)، خرقِ ثیاب (کپڑے پھاڑ ڈالنا) اور القاءِ دراہم آب (روپیہ پیسوں کو دریا میں پھینک دینا) وغیرہ جیسے اَفعال خلافِ شرع کا ذِکر کُتُب سے ثابت ہے۔

خلاصۃ البحث: نہ صرف دانت توڑنے کے مسئلہ میں بعض حضرات کو اِنکار ہے بلکہ اکثر اسلامی مسائل کا یہی حال ہے اِس کی وجہ یہ ہے کہ اس مسئلہ کی روایت جن حضرات کو نہیں ملتی تو وہ اِنکار کرتا ہے اور کشفی (کشف سے متعلق) روایات تو خُصوصیت سے محدّثین کے اِنکار کی زَد میں ہیں۔ دانت توڑنے والی روایت اِنہی کشفی روایات سے ہیں۔

شیخ محقق کا فیصلہ: حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی چیز کسی ایک کے ہاں ثابت نہ ہو تو اُس سے لازم نہیں فی نفسہ وہ صحیح بھی نہ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ بعض کے نزدیک یہ روایت سینہ بہ سینہ مشائخ کو پہنچی ہو۔

عشق میں اتنی یکتائی ہو جاتی ہے کہ جب محبوب کو کوئی عارضہ لاحق ہوتا ہے تو عاشق کو بھی وہی عارضہ ضرور پہنچتا ہے چنانچہ لیلیٰ کا قصّہ مجنون کے جسم پر اثرانداز ہو رہا ہے بعینہٖ سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کی بھی یہی کیفیت تھی۔

تحقیق مزید: محدّثین کرام کا یہ معیار ہے جو بحیثیتِ سند کے اُن تک محدود ہے۔ اگر اسلام کے ہر مسئلہ کو اُن کے معیار پر رکھا جائے تو اکثر مسائل بالخصوص صُوفیانہ پروگرام ختم ہو جاتا ہے مثلاً سَلاسلِ طیبہ میں اُویسیہ سلسلہ کا دار و مدار سیّدنا اُویس قرنی رضی اللہ عنہ پر ہے لیکن بعض محدّثین بلکہ خود امام مالک رحمۃاللہ علیہ آپ کے وجود کے قائل نہیں اور سلاسلِ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ کا دار و مدار سیّدنا حسن بصری رحمۃاللہ علیہ پر ہے لیکن بعض محدّثین کی اس کی تردید میں بلند پایہ تصانیف موجود ہیں اور بعض محدّثین اِن کے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فیض پانے کے قائل نہیں ہیں۔

مُلّا علی قاری اور شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی قدس سرہٗ منکرین میں ہیں۔ اِن کے علاوہ اور بھی بہت سے بڑے بڑے محدّثین، فقہاء، مجتہدین کی بلند پایہ تصانیف موجود ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کا دار و مدار سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے لیکن اُن کے خلیفہ اوّل حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی اُن سے ملاقات کے بہت سے محدّثین منکر ہیں۔ اِس لئے صوفیاء کے اُصول کو جب تک نہ مانا جائے گا بات نہ بنے گی۔ صوفیاء کرام کا اِس

---

[16] (تصوف) جب سالک جمال محبوب کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس کی عقل عشق سے مغلوب ہو جاتی ہے، ادراک اور ہوش باقی نہیں رہتا ہے اور سالک پر سکر اور محویت اور فنا کی کیفیت طاری ہوتی ہے، عالم حیرت

بارے میں کشف واِلہام کو بہت دَخل ہے اور اَہلِ کشف تمام کے تمام سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرّف ہوئے تواِس واقعہ کے متعلق پوچھاتوآپ نے فرمایا کہ جب میرے آقاﷺ پر یہ صدمہ ہورہاتھاتومیرے دانت خود بخود جَھڑ گئے۔

غیر مُتَعَصِّب اَھلِ علم کے لئے:دانت توڑنے والی روایات تو بہت بڑی بات ہے ۔ سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ایسے متعدد (اکثر)اُمور کا محدّثین کرام کو اِنکار ہے لیکن ہم اِنکار کریں توکافر وفاجِر تو نہیں ہوں گے لیکن عوام کی نظروں میں خراب اور بُرے نظر آئیں گے مثلاً خود ذاتِ اُویس رضی اللہ عنہ کاامام مالک کے علاوہ متعدد محدّثین نے انکار کیاہے جیسے کہ اِبنِ حبان کابیان ہے کہ ہمارے بعض اَصحاب اُن کے وجود کے منکر تھے یاعمرو بن مرہ اور ابواسحاق اُن سے لاعلمی ظاہر کرتے تھے۔

(۲)امام بخاری رحمۃاللہ علیہ کے نزدیک اَسناد محلّ نظر ہے گویا حضرت اُویس رضی اللہ عنہ روایت کے اعتبار سے ضعِیف ہیں۔[17] یہ امام بخاری کی رائے ہے ورنہ دوسرے محدّثین کے نزدیک ثقہ بلکہ بڑے محدّثین آپ کے مدّاح (تعریف کرنے والے)ہیں۔[18]اِمام مسلم نے فضائل نقل کئے اُن کے علاوہ **مسند احمد ، دلائل بیہقی و حلیۃ الاَولیاء ، مسند ابو یعلی ، مسند ابوعوانہ ، مُستدرَک حاکم** وغیرہ میں آپ کے بے شمار فضائل ہیں بلکہ اِمام مُلّا علی قاری رحمۃاللہ علیہ نے آپ کے فضائل میں مستِقل(علیحدہ) تصنیف "**معدن العدنی**"لکھی۔

(۳)محدّثین ہوں یا مؤرِخین جوکچھ لکھیں وہ اُن کی شرائط کا معاملہ ہے۔اصل حقیقت یہ ہے کہ اِن کے اِنکار سے اصل واقعہ کااِنکار نہیں لیاجاسکتاجب تک اُس کی نفی صحیح سند اور مُعتبر نقل سے نہ ہو مثلاً اَعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدِّث بریلوی رحمۃاللہ علیہ نے نَعلین سمیت عرش پر حضورﷺ کے تشریف لے جانے کی روایت کواِنکار کیاہے۔اِس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آپ نے سرے سے واقعہ کااِنکار کیا کیونکہ آپ کے اِنکار کی تصریح (وضاحت) میں نے نہیں دیکھی بلکہ فقیر کو بڑے اَئمّہ کی تصریحات ملی ہے۔اِس موضوع پر فقیر نے رسالہ لکھا۔

(۴)کسی راوی کو بعض محدّثین ضعِیف کہیں حالانکہ اُس راوی کی روایت ثابت ہو تو دوسرے محدّثین اُن کی روایت کے پیشِ نظر اِس کے ثِقہ (قابلِ اعتماد) ہونے کے دلائل تلاش کرکے اُسے ثِقہ ثابت کریں۔ جیسے کتابتِ نِسواں کے راویوں میں ایک راوی کوضعِیف کہا گیا تواعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدّث بریلوی رحمۃاللہ علیہ نے دلائل سے اُنہیں ثِقہ ثابت فرمایا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "کتابتِ نسواں"۔

(۵)سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ اپنے ہر معاملہ کو بڑی جِدوجُہد (کوششوں) سے پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے۔یہاں تک کہ خود اپنی ذات کو بھی دانت توڑنا تو بڑا معاملہ تھا اِسے آپ نے کتنا مخفی رکھا ہوگا پھر اُس کا جس صورت میں ظاہر ہونا ثابت ہوا ہوگا تو اُسے بیان کرنے والوں نے ایک اَنہونا اَمر (ناممکن کام) ایسے بیان کیا ہوگا کہ جیسے وہ ہوا ہی نہیں۔

---

[17] (الضعفاء أبو جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العقيلي المكي, 338/1, دار ابن عباس مصر)

[18] (الإصابة في تمييز الصحابة, أويس بن عامر , 359/1, دار الكتب العلمية –بيروت, الطبعة: الأولى 1415 هـ)

(۲) عشق و سُکر میں دانت توڑے گئے۔ جن حضرات نے اِسے غیر شرعی سمجھا اُنہوں نے انکار کر دیا اور قاعدہ اسلامیہ ہے کہ عشق و سُکر کا امر شرعاً قبیح (معیوب) نہیں جنھوں نے اُس پر قَباحت (عیب) کا فتویٰ صادِر کیا اُس پر محقّقین نے مَلامت (سرزنش) کی یا کم از کم اُن کے فتویٰ کو ٹھکرا دیا۔ فقیر چند مثالیں پہلے بھی (خلاصۃً) لکھ چکا ہے اب قدرے تفصیل سے عرض ہے۔

عشق و مستی اور سُکر: جو اُمور عشق و مستی اور سُکر میں صادِر ہوں وہ اگرچہ بظاہر شرعاً عدمِ جواز (ناجائز ہونے میں) میں داخل ہیں لیکن خود شَرع ایسے حالات میں جائز بھی قرار دیتی ہے اِس پر ضَخیم تصنیف پیش کی جاسکتی ہے لیکن اِختصار کے پیشِ نظر چند اَمثِلَہ (مثالیں) حاضر ہیں۔

(۱) سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے غارِ ثور میں جان کا نذرانہ پیش کر دیا یہاں تک تو سُکر بھی نہیں بلکہ ہوش و حواس بحال اور عمداً کیا جو کچھ کیا۔

(۲) بارہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی کریم ﷺ کے لئے دُشمنوں کے سامنے ڈھال بن کر جان جانِ آفرین (اللہ تعالیٰ) کو دیدی یا کم از کم اِتنے زخم کھائے کہ جسم تو چَھلنی ہو گیا لیکن رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس محفوظ و مامون (امن میں) رہی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قُدّس سرہُ العزیز اِسی موضوع کے مطابق لکھتے ہیں کہ عوام کو اپنی بعض مراداتِ عظیمہ ملنے سے نادراً اور حضرات اولیائے کرام قُدّسَتْ اَسرارہم کو ہنگامِ وُرودِ وارداتِ عظیمہ و تجلّیاتِ فخیمہ بکثرت حاصل ہوتا ہے یعنی غایَت سُرور و شادمانی (انتہائی قسم کی خوشی) کہ مجامع قلب کو یک لخت محیط ہو کر تمام این و آن (دنیا و آخرت) سے غافلِ محض کر دے۔ ہزاروں پر یہ امر ایسی کیفیت لاتا ہے کہ حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ [19] کی حد سے گزار دیتا ہے۔ آخر نہ دیکھا کہ حدیث صحیح میں حضورِ اقدس ﷺ نے تمثیلاً (بطورِ مثال) ایک بندے کا حال کیا اِرشاد فرمایا کہ بیابانِ مُہلِک (ہلاک کر دینے والے ریگستان) میں ناقہ (اُونٹنی) پر سوار جاتا تھا۔ ناقہ (اُونٹنی) چھوٹ گیا اُسی پر کھانا پانی تھا جب ملنے کی اُمید نہ رہی اور گرمی و تشنگی (پیاس) نے جان پر بنادی۔ ایک پیڑ کے نیچے مایوس ہو کر لیٹ رہا کہ یہیں مر جاؤں گا۔ آنکھ لگ گئی جاگا تو کیا دیکھتا ہے کہ ناقہ سرہانے کھڑا ہے اُس کے ملنے کی وہ خوشی ہوئی کہ بے ساختہ (بے اختیار) پکار اُٹھا الٰہی! تو میرا بندہ اور میں تیرا خدا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں شدَّتِ فَرحَت (خوشی کی شدت) سے بہک گیا۔ فرماتے ہیں جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل اُس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا یہ شخص اُونٹنی ملنے سے خوش ہوا۔[20]

البخاری ومسلم فی صحیح ھما باالفاظ عدیدۃ عن عدۃ من الصحابۃ رضی اللہ عنھم والغرض یتعلق باحد الفاظ مسلم عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للہ أشد فرحا بتوبۃ عبدہ حین یتوب إلیہ من أحدکم کان علی شجرۃ فاضطجع في ظلها قد أيس من راحلته فبينما هو كذلك إذا هو بها قائمة عنده ، فأخذ بخطامها ، ثم قال من شدة الفرح اللهم أنت عبدي وأنا ربك أخطأ من شدة الفرح

---

(19) النساء: 43 **ترجمہ:** جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو

(20) (صحیح مسلم ،کتاب التوبة ، بَابٌ فِي الْحَضِّ عَلَى التَّوْبَةِ وَالْفَرَحِ بِهَا. 2102/4، الحديث 2675، دار إحياء التراث العربي بيروت)

یہاں تو نِری (صرف) فَرحَت ہی فَرحَت تھی۔ جس نے ایسا بے اختیار کر دیا کہ کہتا کچھ اور زبان سے نکلتا کچھ ہے۔ حضرات اولیائے کرام نفعنا اللہ تعالیٰ بھم کو اُن تجلیّات کے وقت نہ صرف فَرحت بلکہ مشاہدہ جلال و جمال میں وہ اِستغراق (محویت کا عالم) ہوتا ہے جو اُس فَرحَت و لذّت بلکہ اپنی ذات سے بھی غافل کر دیتا ہے۔ مولانا قُدّس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں:

کلّ شيء قاله غير المفيق — إن تكلّف أو تصلّف لا يليق

لا تكلفني فإنّي في الفنا — كلّت افهامي فلا أُحصي ثنا

ہرچه میگوید مو افق چوں نبود — چوں تکلف نیک نالایق نمود

من چه گوئیم یک رگم ہشیار نیست — شرت آں یا رے که آں را بازنمیت

اُس وقت جو کچھ بیخودانہ (بے ساختہ) اُن کی زبان سے نکلے وہ آپ نہیں جانتے کہ ہم کون ہیں؟ کہاں ہیں؟ کیا کہتے ہیں؟ اگر انت الحق یا سبحنک ما اعظم شانک کی جگہ انا الحق اور سبحان ما اعظم شانی زبان سے نکلے کیا عجب ہے۔ جس طرح حضور ﷺ نے اُس بندے کا اللھم انت ربی وانا عبدک کے عوض وانا ربک کہنا نقل فرمایا۔ اُس کا عُذر ارشاد فرمایا کہ اخطا من شدۃ الفرح شرعاً نہ اُس پر مواخَذہ (گرفت) نہ اُس پر عتاب (سزا)۔

که سلطان نگیر خراج از خراب

حکایت: سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک چرواہا جنگل میں اللہ کو مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا کہ نیچے اُتر آؤ میں آپ کی مُٹھیاں بھروں (مالش کروں)، آپ کو تیل لگاؤں اور خوب خِدمت کروں۔ آپ علیہ السلام (موسیٰ علیہ السلام) نے سُن کر اُسے جھڑ کا وہ ڈر کے مارے بھاگا۔ اُسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام پیغام لائے۔

تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی

ترجمہ: تم ملانے کے لئے ہو نہ کہ جدا کرنے کے لئے۔

اِس حکایت سے ہمارا مؤقف واضح ہے کہ سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا عشق و مستی میں کیا۔

(۴) اَولیائے کرام کے معاملات میں جہاں تک ہو سکے اگر سمجھ سے وراء (باہر) ہوں یا شرعی سُقُم (عیب) محسوس ہوتا ہو تو اُن کے اِثباتی پہلو میں نجات ہے اور منفی پہلو میں ہلاکت۔ قصیدہ غوثیہ پر ہمارے مقرّر صاحب کی بعض خام خیالی لوگوں نے سرے سے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت سے انکار کیا، بعض نے اُس کی عَرَبیّت (عربی) پر اعتراضات کئے۔ اعلیٰ حضرت قُدّس سرہٗ العزیز نے اُن کے رَد میں " الزمزمة القمرية فی الذب عن الخمرية " تحریر فرما کر مخالفین کے دانت کھٹے کر دِکھائے۔ اِس کے بعد دلائل فقیر کے موضوع کے مؤیّد (معاون) ہیں اور یہاں نقل کرتا ہوں۔ چنانچہ فرمایا کہ ایسے محل بلکہ اِس سے

آہم وآجل میں اِس قدر ثبوت پر قناعت ہوتے اور اتصالِ سند کی حاجت نہیں سمجھی جاتی ہے۔اُستاد ابواسحاق سفرائنی پھر امامِ اجل جلال الدین سیوطی پھر سیّدی علامہ احمد حموی **غمز العیون** میں کُتُبِ فقہ وغیرہ کی نسبت اجمالاً نقل فرماتے ہیں کہ **ولایشترط اتصال السند إلی مصنفیها۔**[21]

امام محقق عَلٰی الاِطلاق **فتح القدیر** پھر علامہ زین بن نجیم مصری **اشباہ و النظائر** میں تصریح (توضیح/صراحت) فرماتے ہیں ہمارے زمانے میں مُجتہد سے نقل کے لئے سند ضروری نہیں۔کسی کتاب معروف سے اَخَذ (لے لینا) کافی ہے پھر اُن کے کلام سے معروف ہونے کے لئے تَداوُلِ اَیدی کا اِشتراط[22] مفہوم ہوتا ہے۔خاتَمُ المحققین سیّدی محمد بن عابدین شامی **ردّ المختار حاشیہ درمختار** میں اِس شرط میں بھی کلام کرتے اور صرف تعدُّدِ (کثرتِ) نسخ پر قناعت (اکتفاء) فرماتے ہیں۔

وھو حسن وجبه یتعین المراجعة الیه

تو یہاں تو **اِشتھار و تداوُل ایدی و تعدد النسخ خارج عن العد** سب کچھ ہے۔امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جو وقتِ وصال **حضور محبوب ذوالجلال صلوۃ اللہ تعالیٰ وسلم علیہا کلمات جلیلة القدر منیعة العمر ماثور** اوراحیائےاِمام حجۃ الاسلام و مدخَلِ اِمام اِبْنُ الحاج مکّی وغیر ہما میں مُفصّلاً (تفصیلاً) مذکور چند فقرے اُن سے شفائےاِمام علامہ قاضی عیاض میں بھی واقع ہوئے۔

اِمام جلال الدین سُیوطی نے اُس کی تخریج اَحادیث مسمیٰ بہ **مناھل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء** میں فرمایا:

لم اجدہ فی شیی ءٍ من کتب الاثر لکن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج في مدخله ذکراہ في ضمن حدیث طویل وکفی بذلك سندا لمثله فانه لیس مایتعلق بالاحکام[23]

تبصرہ اُویسی غفرلہ: سیّدنا اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کے واقعہ دندان شِکنی کا ثبوت متعدّد کُتُب (کثیر کتابوں) میں موجود ہے۔اُس کا تسلیم کرنا اصول شرعی کے مطابق ہے۔اُس کے منکرین کے جوابات تفصیل سے گزر چکے ہیں اُس کا تعلق ایک ولی کامل بلکہ محبوبِ حبیب کبریا ﷺ سے ہے۔اُس میں طعن و تشنیع (ملامت) کا مورِد ٹھہرانا اپنی تباہی کے سوا کچھ نہیں۔یہ واقعہ فضائل میں سے ہے جس کے ثبوت کے لئے شُہرت وتداوُل وتعدّد بیانات (کثیر بیانات) کافی ہیں۔

بقول امام اعلیٰ حضرت قُدّس سرہ بالجملہ ایسی جگہ اتنا ثبوت کفایت کرتا ہے۔اَسانیدِ صحیحہ مُتّصلہ یاتَواتُرِ حقیقی کی ضرورت نہیں۔[24]

روایت دندانِ شکنی: یہ روایت محدّثین کرام کے شرائط پر صحیح اور مُستند نہ ہو تو کوئی حَرج (مضائقہ) نہیں کیونکہ اَہل حدیث کا یہ اِرشاد بھی ہے اور قاعدہ کلّیہ بھی۔شرائط پر کسی حدیث کا صحیح نہ ہونا نفسِ مضمون سے انکار بھی صحیح نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ دوسرے طریقہ سے صحیح ہو مثلاً کشف والہام سے یا

---

[21] (غمز عیون البصائر شرح کتاب الأشباہ والنظائر. أحکام الکتابة. الرقم: 12، 451/3. دار الکتب العلمیة بیروت)

[22] (منقول عنہ کا نام لکھا جاتا ہے تاکہ کاتب کا پتہ چل سکے۔

[23] (تکمیل الایمان از شیخ عبدالحق محدث دھلوی، زندوں کی دعاوں سے مردوں کا فائدہ، ص۲۱۶، سبز واری پبلشرز بائینڈنگ اینڈ پرنٹنگ پریس، آرام باغ، کراچی، شعبان المعظم ۱۴۲۰/نومبر ۱۹۹۹ء)

[24] (مسائلِ معراج از امام احمد رضا خان فاضل بریلوی، زندوں کی دعاوں سے مردوں کا فائدہ، ص۲۹)

اُن راویوں سے جن کا ہمیں علم نہ ہو یا وہ ہمارے نزدیک غیر مُستنَد ہوں لیکن در حقیقت وہ مُستنَد اور مُعتَمد ہوں۔اِسی لئے ایسی روایت کا انکار کرنا بد قسمتی اور محرومی کی علامت ہے۔مذکورہ بالا روایات کو مولانا روم جیسے اکابِر نے نقل کیا ہے۔فلہذا انکار محرومی و بد قسمتی اور پھر بد بختی کی علامتِ بَیّن (واضح علامت) ہے۔

فائدہ: کشف والہام اگرچہ اَہلِ شرع کے لئے حجّت (دلیل) نہیں یعنی اُن کے احکام و مسائل کا اِستنباط نہیں کیا جا سکتا لیکن صوفیہ کرام کے نزدیک کشف والہام حجّت (دلیل) ہے۔[25] (حاشیہ نبراس شرح عقائد)

اور آج تک تمام اَولیاء و عُلماء آپ کے دانتوں کی موجودگی کے قائل ہیں جو تبرّکات کے طور پر آج بھی بادشاہی مسجد لاہور میں موجود ہیں بلکہ اُس پتھر کی موجودگی بھی ثابت ہے۔چنانچہ صاحبِ سُہیل یمنی لکھتے ہیں کہ منقول ہے کہ وہ پتھر جس سے جناب سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دندانِ مبارک توڑے تھے آپ کے مزار یمن کے ایک دریچے (روشن دان) میں موجود ہے۔(واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

آخری گزارش: نہ صرف آج سیّدنا خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ومتعلقات کے لئے اختلاف ہے بلکہ اُن کی موجودگی اور خ َیرالقُرون[26] سے اختلاف تھا اور آپ کے متعلق ذات و متعلقات کے اختلاف کرنے والے بڑی قدآور شخصیات تھیں تو اُس کا جواب لکھنے والے بھی دین کے سُتون تھے۔آج بھی اگر کوئی مقرّر یا کوئی اور شخص مُعتَرِض (اعتراض کرنے والا) ہے تو ان شاءاللہ فقیر جیسے خُدّامِ اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مُدلّل و مُحَقَّق جواب پیش کر سکتے ہیں۔تابعین کے مُصنّف نے لکھا یہ عجیب حیرت انگیز اَمر ہے کہ "خیر التابعین" کے اُن فضائل و مناقب اور اَخلاقی و روحانی کمالات کے باوجود بعض ایسی روایات بھی ملتی ہیں جن سے اُن کا وجود ہی مُشتَبہ (مشکوک) ہو جاتا ہے کہ اُویس نام اور اُن اُوصاف کے کوئی تابعی تھے بھی یا نہیں؟ مثلاً اِبنِ عدی کا یہ بیان کہ اِمام مالک اُن کے وجود کے منکر تھے یا سمعانی کی یہ روایت کہ اِبنِ حبّان کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اَصحاب ان کے وجود کے منکر تھے یا اَمر بن مرہ اور ابو اسحاق اُن سے لاعلمی ظاہر کرتے تھے یا اِمام بخاری کے نزدیک اُن کے اَسناد محلِّ نظر ہیں۔

لیکن دوسرے عُلماء و محدّثین اور کُتُبِ حدیث و طبقات کے اُن کثیر بیانات کے مقابلہ میں جن کے ہوتے ہوئے خیر التابعین کی شخصیت میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی اُن چند کمزور روایتوں کی جن کی حقیقت آئندہ واضح کی جائے گی کہ کوئی حیثیت نہیں۔اِس سلسلہ میں چند اُمور قابلِ غور ہیں۔

ایک یہ کہ جن روایات سے حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود مُشتَبہ (مشکوک) معلوم ہوتا ہے اُن کی روایتی حیثیت کیا ہے؟ پھر اُن کی صحت کی صورت میں اُن سے اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عَدمِ وُجود (نا پائے جانے) کا نتیجہ نکالنا کہاں تک صحیح ہے؟ ان کے مقابلہ میں دوسرے عُلماء اور کُتُبِ اَحادیث و طبقات کی شہادت کیا ہیں؟

روایتی حیثیت سے اوپر کی تمام روایتیں نا قابلِ اعتماد ہیں۔حافظ ابن حجر اور سمعانی نے اگرچہ یہ روایتیں نقل کی ہیں[27] لیکن اُن کی کوئی سند نہیں دی ہے۔اِس لئے محدّثانہ اُصول سے وہ ساقط الاعتبار (نا قابل اعتبار) اور نا قابلِ اِستناد (ثبوت میں پیش کرنے کے قابل نہیں) ہیں لیکن اگر اُنہیں صحیح بھی مان لیا جائے تو بھی اُن

---

[25] (النبراس شرح شرح العقائد النفسية، الكلام في الإلهام، ص145، مكتبة ياسين، الطبعة: الأولى 1433 هـ 2012م)

[26] (عہد رسالت اور خلفائے راشدین کا زمانہ)

[27] (الإصابة في تمييز الصحابة، أويس بن عامر، 359/1، دار الكتب العلمية–بيروت، الطبعة: الأولى 1415 هـ)

سے سیّدنااُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہ ہونے کا نتیجہ نکالنا صحیح نہیں ہے۔اِس لئے کہ جن جن لوگوں نے اُن کے وجود میں شک ظاہر کیا ہے یااُس سے انکار کیاہے وہ صرف اِس بناءپر کہ اُنھوں نے اُس عہد(زمانے) میں اُن کاذکر نہیں سنایااُن کے حالات اُن کے علم میں نہیں آئے لیکن اُن میں سے ایک چیز بھی اُن کے نہ ہونے کاثبوت نہیں۔

اُصولاًہر زمانہ میں اُنہی اَشخاص کے حالات کالوگوں کو علم ہوتاہے جوکسی حیثیت سے نُمایاں(مشہور)ہوتے ہیں۔عُزلَت نَشِین(گوشہ نشین)اور خاموش اَشخاص سے واقفیت نہیں ہوتی۔خود صحابہ کے متعلق یہ دعویٰ نہیں کیاجاسکتاکہ ہر صحابی سے اُس عہد کے لوگ واقف تھے یااُن سب کے حالات لکھے گئے عموماً اُنہی صحابہ کے حالات معلوم ہیں جنھوں نے کوئی علمی یا عملی کام کئے یاسلسلہ روایت میں کہیں اُن کانام آگیاہو۔بعضوں کاصرف نام ہی معلوم ہےاور کسی حالات کاعلم نہیں ایسی حالت میں گمنام تابعین کاکیاذکر۔

اِس اُصول کو پیشِ نظر رکھنے کے بعد حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات پر نظر ڈالنی چاہیے جیساکہ اُن کے اوپر کے حالات سے معلوم ہوتاہے کہ وہ دنیاسے الگ تھلگ اور گوشہ نشین تھے بلکہ اپنے اِخفاء(مخفی رہنے) میں اُن کو اتنااہتمام تھاکہ اَہلِ دنیاکی نظروں سے بچتے پھرتے تھے اور اُس کے لئے اُنھوں نے محدّث اور مفتی بنناتک گوارانہ کیاکہ اِس صورت میں وہ مرکزِ توجہ ہوجاتے۔اُنھوں نے اپنی زندگی ایسی بنالی تھی کہ بعض ّخواص کے علاوہ خوداُن کے اَہلِ وطن تک اُن سے واقف نہ تھے اور جولوگ جانتے بھی تھے وہ محض ایک وارفتہ مزاج سودائی(دیوانہ مزاج عاشق) کی حیثیت سے۔ایسی حالت میں اُس عہد کے بعض عُلماء کااُن سے واقف نہ ہوناکوئی تعجّب انگیز نہیں کہ عُلماء کی واقفیت کے لئے علمی اور عملی اِمتیاز ضروری تھا۔

لیکن بہر حال اُن کی شخصیت چھپنے والی نہ تھی۔اِس لئے بہت سے خوّاص پر اُن کی حقیقت آشکار(واضح)ہوگئی جس کے حالات اوپر گزر چکے ہیں۔پھر جب ہم کُتُبِ اَحادیث وطبقات پر نظر ڈالتے ہیں توصحیح مسلم تک میں اُن کے مستقل فضائل ملتے ہیں بلکہ حدیث کی کتابوں میں اُن کے حالات طبقات و رِجال سے زیادہ ہیں۔حدیث کی حسبِ ذیل کتابوں میں اُن کے حالات ہیں یاکسی نہ کسی حیثیت سے اُن کاذکر آیاہے۔

(۱)مسند احمد بن حنبل (۲)صحیح مسلم (۳)دلائل بیہقی (۴)حلیۃالأولیاءابونعیم (۵)مسند ابویعلی (۶)مسند ابوعوانہ (۷)مستدرک حاکم وغیرہ

اُن میں سے اکثر کے حوالہ جات حافظ اِبنِ حجرنے "اصابہ" میں دیئے ہیں۔طبقات ورِجال کی کتابوں میں اُن کاذکر کم ہونے کاسبب یہ ہے کہ اُن میں عموماًاُنہی لوگوں کے تفصیلی حالات ہیں جن کاتعلق علمی یا عملی دنیاسے رہاہے۔پھر بھی تھذیب التھذیب ، میزان الاعتدال ، لسان المیزان ، طبقات ابن سعد ، اصابہ اور اسدالغابہ میں اُن کے حالات موجودہیں۔پھر جن عُلماءنے اُن کے وجود کے انکار کی روایتیں نقل کی ہیں اُنہیں خوداُن پر اعتماد نہیں ہےاور وہ حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کومانتے ہیں چنانچہ حافظ اِبنِ حجر امام مالک کے انکار کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اُن کی(اُویس قرنی) کی شُہرت اور اُن کے حالات اتنے ہیں کہ اُن کے ہوتے ہوئے اُن کے وجود میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔[28] (اصابہ جلد۱صفحہ۱۱۸)

---

[28] (الإصابة في تمييز الصحابة،أويس بن عامر ، 359/1، دار الكتب العلمية –بيروت،الطبعة: الأولى 1415 ھ)

★اِن بیانات کے بعد حضرت سیّد ناخواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شخصیت میں کوئی شک وشبہ نہیں رہ جاتا۔تذکروں میں اُن کے حالات بہت ملتے ہیں۔

★اور یہ ایک حقیقت ہے کہ سیّد ناخواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خود کو مخفی (پوشیدہ) رکھنے کی کوشش فرمائی۔ خَیر القُرون سے لے کر تاحال جتنی شُہرت تابعین میں حضرت سیّد ناخواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حاصل ہے کسی اور تابعی بزرگ کو نصیب نہیں۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان